عقائدِ احمدیت

الناشر
نظارت نشرو اشاعت قادیان

عقائدِ احمدیّت

............شائع کردہ............

نظارت نشر و اشاعت

قادیان-۱۴۳۵۱۶، ضلع گورداسپور (پنجاب)

نام کتاب : عقائد احمدیت

سن اشاعت باراول : 2011

حالیہ اشاعت باردوم : 2016

تعداد : 1000

ناشر : نظارت نشرواشاعت قادیان

مطبع : فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان-143516
ضلع گورداسپور، پنجاب، انڈیا

Name of Book : Aqaide Ahmadiyyat

First Edition in India: 2011

Present Edition in India: 2016

Quantity : 1000

Publisher : Nazarat Nashr-o-Isha'at , Qadian

Printed at : Fazale Umar Printing Press,
Qadian-143516
Dist-Gurdaspur,Punjab,India

تعارف

احباب جماعت بالخصوص نومبائعین حضرات کیلئے جماعت احمدیہ کے عقائد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی کتاب دعوت الامیر سے ماخوذ شائع کئے جارہے ہیں تاکہ ناواقف حضرات کو جماعت احمدیہ کے صحیح عقائد کا علم ہو سکے۔ اور ان لوگوں کی قلعی کھل سکے جو جماعت احمدیہ کی طرف جھوٹے طور پر غلط عقائد منسوب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پمفلٹ کو سعید روحوں کے لئے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین

ناظر نشر و اشاعت قادیان

عقائدِ احمدیت

۱۔ ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور اُس کی ہستی پر ایمان لانا سب سے بڑی صداقت کا اقرار کرنا ہے نہ کہ وہم وگمان کی اتباع۔

۲۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں، اُس کے سوا باقی سب کچھ مخلوق ہے اور ہر آن اس کی امداد اور سہارے کی محتاج ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی نہ باپ نہ ماں نہ بیوی نہ بھائی وہ اپنی توحید اور تفرید میں اکیلا ہے۔

۳۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور تمام عیوب سے منزّہ ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ کوئی عیب نہیں جو اس

میں پایا جاتا ہو اور کوئی خوبی نہیں جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ اُس کی قدرت لا انتہاء ہے اُس کا علم غیر محدود اُس نے ہر ایک شے کا احاطہ کیا ہے اور کوئی چیز نہیں جو اس کا احاطہ کر سکے، وہ اوّل ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے، وہ خالق ہے جمیع کائنات کا اور مالک ہے کُل مخلوقات کا اس کا تصرّف نہ کبھی پہلے باطل ہوا نہ اب باطل ہے نہ آئندہ باطل ہوگا، وہ زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں، وہ قائم ہے اس پر کبھی زوال نہیں، اس کے تمام کام ارادے سے ہوتے ہیں نہ کہ اضطراری طور پر، اب بھی وہ اُسی طرح دُنیا پر حکومت کر رہا ہے جس طرح کہ وہ پہلے کرتا تھا، اس کی صفات کسی وقت بھی معطّل نہیں ہوتیں۔ وہ ہر وقت اپنی قدرت نمائی کر رہا ہے۔

۴۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں اور یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (النحل:۵۱) کے مصداق ہیں، اس کی حکمتِ کاملہ نے انہیں مختلف قسم کے کاموں کے لئے پیدا کیا ہے وہ واقع میں موجود ہیں اُن کا ذکر استعارۃً نہیں ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح کہ انسان یا دیگر مخلوقات، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے ان کا محتاج نہیں وہ اگر چاہتا تو بغیر اُن کے پیدا

کرنے کے اپنی مرضی ظاہر کرتا مگر اس کی حکمتِ کاملہ نے اس مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اور وہ پیدا ہوگئی جس طرح سُورج کی روشنی کے ذریعہ سے انسانی آنکھوں کو منوّر کرنے اور روٹی سے اُس کا پیٹ بھرنے سے اللہ تعالیٰ سُورج اور روٹی کا محتاج نہیں ہو جاتا اسی طرح ملائکہ کے ذریعہ سے اپنے بعض ارادوں کے اظہار سے وہ ملائکہ کا محتاج نہیں ہو جاتا۔

۵۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اپنی مرضی ان پر ظاہر کرتا ہے یہ کلام خاص الفاظ میں نازل ہوتا ہے اور اس کے نزول میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا نہ اس کا مطلب بندے کا سوچا ہوا ہوتا ہے نہ اس کے الفاظ بندے کے تجویز کئے ہوئے ہوتے ہیں، معنی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور الفاظ بھی اسی کی طرف سے، وہی کلام انسان کی حقیقی غذا ہے اور اسی سے انسان زندہ رہتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے اُسے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ وہ کلام اپنی قوت اور شوکت میں بے مثل ہوتا ہے اور اس کی مثال کوئی بندہ نہیں لاسکتا وہ علوم کے بے شمار خزانے اپنے ساتھ لاتا ہے اور ایک کان کی طرح ہوتا ہے جسے جس قدر کھودو

اسی قدر اس میں سے قیمتی جواہرات نکلتے چلے آتے ہیں بلکہ کانوں سے بھی بڑھ کر کیونکہ اُن کے خزینے ختم ہو جاتے ہیں مگر اس کلام کے معارف ختم نہیں ہوتے۔ یہ کلام ایک سمندر کی طرح ہوتا ہے جس کی سطح پر عنبر تیرتا پھرتا ہے اور جس کی تہ پر موتی بچھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو اس کے ظاہر پر نظر کرتا ہے اس کی خوشبو کی مہک سے اپنے دماغ کو معطر پاتا ہے اور جو اس کے اندر غوطہ لگاتا ہے دولتِ علم وعرفان سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

یہ کلام کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی احکام وشرائع پر مشتمل ہوتا ہے کبھی مواعظ ونصائح پر، کبھی اس کے ذریعے سے علمِ غیب کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کبھی علم رُوحانی کے دفینے ظاہر کئے جاتے ہیں کبھی اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور کبھی اپنی ناپسندیدگی کا علم دیتا ہے کبھی پیار اور محبت کی باتوں سے اس کے دل کو خوش کرتا ہے، کبھی زجر وتوبیخ سے اُسے اس کے فرض کی طرف متوجہ کرتا ہے کبھی اخلاقِ فاضلہ کے باریک راز کھولتا ہے کبھی مخفی بدیوں کا علم دیتا ہے۔ غرض ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور وہ کلام مختلف

حالات اور مختلف انسانوں کے مطابق مختلف مدارج کا ہوتا ہے اور مختلف صورتوں میں نازل ہوتا ہے اور تمام کلاموں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کیے ہیں قرآن کریم اعلیٰ اور افضل اور اکمل ہے اور اس میں جو شریعت نازل ہوئی ہے اور جو ہدایت دی گئی ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہے کوئی آئندہ کلام اسے منسوخ نہیں کرے گا۔

۶۔ اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں کہ جب کبھی بھی دُنیا تاریکی سے بھر گئی ہے اور لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور بلا آسمانی مدد کے شیطان کے پنجے سے رہائی پانا اُن کے لئے مشکل ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی شفقت کاملہ اور رحم بے اندازہ کے سبب اپنے نیک اور پاک اور مخلص بندوں میں سے بعض کو منتخب کر کے دُنیا کی راہنمائی کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ٥ (سورۃ فاطر: ۲۵) یعنی کوئی قوم نہیں ہے جس میں ہماری طرف سے نبی نہ آچکا ہو اور یہ بندے اپنے پاکیزہ عمل اور بے عیب رویہ سے لوگوں کے لئے خضرِ راہ بنتے رہے ہیں اور ان کے ذریعے سے وہ اپنی مرضی سے دُنیا کو آگاہ کرتا رہا ہے۔ جن لوگوں نے

اُن سے مُنہ موڑا وہ ہلاکت کو سونپے گئے اور جنہوں نے اُن سے پیار کیا وہ خدا کے پیارے ہو گئے اور برکتوں کے دروازے ان کے لئے کھولے گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اُن پر نازل ہوئیں اور اپنے سے بعد کو آنے والوں کے لئے وہ سردار مقرر کئے گئے اور دونوں جہانوں کی بہتری ان کے لئے مقدر کی گئی۔

اور ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ یہ خدا کے فرستادے جو دُنیا کو بدی کی ظلمت سے نکال کر نیکی کی روشنی کی طرف لاتے رہے ہیں مختلف مدارج اور مختلف مقامات پر فائز تھے اور ان سب کے سردار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے سید وُلدِ آدم قرار دیا اور کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ مبعوث فرمایا اور جن پر اس نے تمام علوم کاملہ ظاہر کئے اور جن کی اُس نے اس رُعب وشوکت سے مدد کی کہ بڑے بڑے جابر بادشاہ ان کے نام کو سُنکر تھرّا اُٹھتے تھے اور جن کے لئے اس نے تمام زمین کو مسجد بنا دیا حتی کہ چپّہ چپّہ زمین پر اُن کی اُمت نے خدائے وحدہٗ لاشریک کے لئے سجدہ کیا اور زمین عدل وانصاف سے بھر گئی بعد اس کے کہ وہ ظُلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر پہلے انبیاء بھی اس نبی کامل کے

وقت میں ہوتے تو انہیں اس کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْ مِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط(اٰل عمران:۸۲) اور جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ ۔(الیواقیت و الجواھر جلد ۲ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ میں ''لما'' کی جگہ ''ما'' کا لفظ ہے) اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو اُنہیں بھی میری اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

۷۔ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی مشکلات کو ٹالتا ہے اور ایک زندہ خدا ہے جس کی زندگی کو انسان ہر زمانے میں ہر وقت محسوس کرتا ہے۔اُس کی مثال اس سیڑھی کی نہیں جسے کنواں بنانے والا بناتا ہے اور جب وہ کنواں مکمل ہو جاتا ہے تو سیڑھی کو توڑ ڈالتا ہے کہ اب وہ کسی مصرف کی نہیں رہی اور کام میں حارج ہو گی بلکہ اُس کی مثال اس نور کی ہے کہ جس کے بغیر سب کچھ اندھیرا ہے اور اس روح کی ہے جس کے بغیر چاروں طرف موت ہی موت ہے اس کے وجود کو بندوں سے جدا کر دو تو وہ

ایک جسم بے جان رہ جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ اس نے کبھی دنیا کو پیدا کیا اور اب خاموش ہو کر بیٹھ گیا ہے بلکہ وہ ہر وقت اپنے بندوں سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے عجز و انکسار پر توجہ کرتا ہے اور اگر وہ اسے بھول جائیں تو وہ خود اپنا وجود انہیں یاد دلاتا ہے اور اپنے خاص پیغام رسانوں کے ذریعے اُن کو بتاتا ہے کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَالدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْ الِیْ وَلْیُؤْ مِنُوْ بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ o (سورۃ البقرہ:۱۸۷) میں قریب ہوں۔ ہر ایک پکارنے والے کی آواز کو جب وہ مجھے پکارتا ہے سنتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ میری باتوں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ ہدایت پائیں۔

۸ ۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص الخاص تقدیر کو دُنیا میں جاری کرتا رہتا ہے، صرف یہی قانون قدرت اس کی طرف سے جاری نہیں جو طبعی قانون کہلاتا ہے بلکہ اس کے علاوہ اس کی ایک خاص تقدیر بھی جاری ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنی قوت اور شوکت کا اظہار کرتا ہے اور اپنی قدرت کا پتہ دیتا ہے۔ یہ وہی قدرت ہے جس کا بعض نادان اپنی کم علمی کی وجہ سے انکار کر دیتے ہیں اور سوائے طبعی قانون کے اور کسی قانون کے وجود کو تسلیم نہیں

کرتے اور اسے قانونِ قدرت کہتے ہیں حالانکہ وہ طبعی قانون تو کہلا سکتا ہے مگر قانونِ قدرت نہیں کہلا سکتا، کیونکہ اس کے سوا اس کے اور بھی قانون ہیں جن کے ذریعے سے وہ اپنے پیاروں کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو تباہ کرتا ہے۔ بھلا اگر ایسے کوئی قانون موجود نہ ہوتے تو کس طرح ممکن تھا کہ ضعیف وکمزور موسیٰ فرعون جیسے جابر بادشاہ پر غالب آجاتا۔ یہ اپنے ضعف کے باوجود عروج پاجاتا اور وہ اپنی طاقت کے باوجود برباد ہوجاتا، پھر اگر کوئی اور قانون نہیں تو کس طرح ہوسکتا تھا کہ سارا عرب مل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تباہی کے درپے ہوتا مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ہر میدان میں غالب کرتا اور ہر حملۂ دُشمن سے محفوظ رکھتا اور آخر دس ہزار قدوسیوں سمیت اس سرزمین پر آپؐ چڑھ آتے جس میں سے صرف ایک جان نثار کی معیت میں آپؐ کو نکلنا پڑا تھا۔کیا قانونِ طبعی ایسے واقعات پیش کرسکتا ہے ہرگز نہیں۔وہ قانون تو ہمیں یہی بتاتا ہے کہ ہر ادنیٰ طاقت اعلیٰ طاقت کے مقابل پر توڑ دی جاتی ہے اور ہر کمزور طاقتور کے ہاتھوں سے ہلاک ہوتا ہے۔

۹ ـ ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان پھر اٹھایا

جائے گا۔اوراس کے اعمال کااس سے حساب لیا جائے گا۔ جواچھے اعمال کرنے والا ہوگا اس سے نیک سلوک کیا جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام کوتوڑنے والا ہوگا اسے سخت سزادی جائے گی اور کوئی تدبیر نہیں جوانسان کواس بعثت سے بچا سکے خواہ اس کے جسم کو ہوا کے پرندے یا جنگل کے درندے کھاجائیں۔ خواہ زمین کے کیڑے اس کے ذرے ذرے کو جُدا کردیں اور پھران کو دوسری شکلوں میں تبدیل کردیں اور خواہ اس کی ہڈیاں تک جلا دی جائیں وہ پھر بھی اٹھایا جائے گا اور اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حساب دے گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ اس امر کی محتاج نہیں کہ اس کا پہلا جسم ہی موجود ہوتب ہی وہ اس کو پیدا کرسکتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس کے باریک سے باریک ذرہ یا لطیف حصۂ روح سے بھی پھراس کو پیدا کرسکتا ہےاور ہوگا بھی اسی طرح۔ جسم خاک ہوجاتے ہیں مگراُن کے باریک ذرّات فنا نہیں ہوتے اور نہ وہ روح جوجسم انسانی میں ہوتی ہے خدا کے اِذن کے بغیر فنا ہوسکتی ہے۔

۱۰۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مُنکر اوراس کے دین کے مخالف

اگر وہ ان کو اپنی رحمت کاملہ سے بخش نہ دے ایک ایسے مقام پر رکھے جائیں گے جسے جہنم کہتے ہیں اور جس میں آگ اور شدید سردی کا عذاب ہوگا جس کی غرض محض تکلیف دینا نہ ہوگی بلکہ ان میں ان لوگوں کی آئندہ اصلاح مدّنظر ہوگی اُس جگہ سوائے رونے اور پیٹنے اور دانت پیسنے کے ان کے لئے کچھ نہ ہوگا حتی کہ وہ دن آجائے جب اللہ تعالیٰ کا رحم جو ہر چیز پر غالب ہے ان کو ڈھانپ لے اور **یَاْتِیْ عَلٰے جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْھَا اَحَدٌ وَنَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّکُ اَبْوَابَھَا** کا وعدہ پورا ہوجائے۔

(معالم التنزیل فی التفسیر و التاویل مؤلفه ابی محمد الحسین بن مسعود الجزء الثالث صفحه ۲۴۳ مطبوعه دار الفکر میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں ''لیاتین علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احدو ذلک بعد ما یلبثون احقابا'')

۱۱۔ اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں پر ایمان لانے والے ہیں اور اس کے احکام پر جان و دل سے ایمان لاتے ہیں اور انکسار اور عاجزی کی راہوں پر چلتے ہیں اور بڑے ہو کر چھوٹے بنتے ہیں اور امیر ہو کر غریبوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کی خدمت گزاری کرتے ہیں اور اپنے آرام پر لوگوں کی راحت کو مقدم

رکھتے ہیں اور ظلم اور تعدی اور خیانت سے پرہیز کرتے ہیں اور اخلاقِ فاضلہ کے حامل ہوتے ہیں اور اخلاقِ رذیلہ سے مجتنب رہتے ہیں وہ لوگ ایک ایسے مقام پر رکھے جائیں گے جسے جنت کہتے ہیں اور جس میں راحت اور چین کے سوا دُکھ اور تکلیف کا نام و نشان تک نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی رضا انسان کو حاصل ہوگی اور اس کا دیدار اسے نصیب ہوگا اور وہ اس کے فضل کی چادر میں لپیٹا جا کر اس کا ایسا قرب حاصل کرے گا کہ گویا اس کا آئینہ ہو جائے گا اور صفات الٰہیہ اس میں کامل طور پر جلوہ گر ہوں گی اور اس کی ساری ادنیٰ خواہشات مٹ جائیں گی اور اس کی مرضی خدا کی مرضی ہو جائے گی اور وہ ابدی زندگی پا کر خدا کا مظہر ہو جائے گا۔

یہ ہمارے عقیدے ہیں اور ان کے سوا ہم نہیں جانتے کہ اسلام میں داخل کرنے والے عقائد کیا ہیں۔ تمام آئمہ اسلام انہیں باتوں کو عقائد اسلام قرار دیتے چلے آئے ہیں اور ہم ان سے اس امر میں بکلی متفق ہیں۔

(دعوت الامیر بحوالہ انوار العلوم جلد ۷ صفحہ ۲۳۲ تا صفحہ ۲۳۷)